علماء کرام کی خدمت میں چند گزارشات

معارف اعظم گڑھ برعظیم پاک و ہند بلکہ عالم اسلام کا اہم دینی و تحقیقی رسالہ ہے۔ اس کی ادارت عالم اسلام کے مایہ ناز فرد سید سلیمان ندویؒ کے حصے میں آئی۔ معارف نے مختلف مباحث پر اہم مضامین شائع کیے لیکن مغربی فکر و فلسفہ اور تہذیب و تاریخ پر اس کی توجہ برائے نام رہی۔ ندوہ کے تاسیسی اجتماع میں شاہ سلیمان پھلواری نے اپنے خطبہ میں کہا تھا ''اس زمانے میں فلسفے نے ایک دوسری کروٹ لی۔ اب یوروپین فلسفہ اور علم تمام دنیا میں دائر و سائر ہے اور طرح طرح کے علوم و فنون نئے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد اب قرآنی الفاظ پر اعتراض ہونے لگے۔ ہماری جماعت کسی اعتراض کے جواب سے عاجز نہیں، ضرور اس کا جواب دیتی ہے اور ہمارے معتقدین اصول موضوعہ کی طرح اس کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں لیکن مخالفین اس پر قہقہہ لگاتے ہیں کیونکہ ہم بیکن اور نیوٹن کی اصطلاحات سے واقف نہیں ہیں''۔ ندوۃ العلماء کے قیام کا مقصد علماء کو انگریزی زبان فلسفہ جدیدہ و علوم جدیدہ سے واقف کرانا اور فقہ اسلامی کی تدوین نو تھا لیکن افسوس کہ ندوہ ان مقاصد کی تکمیل سے قاصر رہا اور فلسفہ و علوم جدیدہ کے میدان میں تصانیف کا معاملہ بھی نظر انداز رہا۔ ہمارے سامنے ۱۹۱۶ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک معارف کے پچاس سال کا اشاریہ ہے۔ اس اشاریے میں فلسفہ و کلام کے عنوان سے معارف کے مضامین کی فہرست ہے۔ یہ فہرست صرف پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔ پچاس سال کے عرصے میں مغربی فکر و فلسفے پر معارف نے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کیا جسے نہایت اعلیٰ درجے کا علمی، تحقیقی اور تنقیدی مضمون کہا جا سکے۔ حد یہ کہ مغربی فلسفے یا فلاسفۂ مغرب پر بھی کوئی جامع تعارفی مضمون تک شائع نہیں کیا گیا۔ پچاس سال میں صرف ۴۸ مضامین لکھے گئے۔ بیشتر مضامین مسلمان حکماء، اسلامی فلسفہ یا کتابوں پر تبصرے کی صورت میں لکھے گئے۔

چند مضامین نظریہ اضافت، روسو، نطشے کا فلسفہ اخلاق، برکلے، شو، پنہار، رسل، گرین لاک، آئن اسٹائن، ہربرٹ اسپنسر پر لکھے گئے یا تبصرے یا کتابوں کے خلاصے شائع ہوئے ہیں۔ ایک کتاب کی تلخیص دنیائے فلسفہ اہم رجحانات اشخاص وایجادات، دنیائے فلسفہ کون کون فلسفی مرگیا، کیا کیا رجحانات چل رہے ہیں بھی شائع ہوئے۔

معارف جیسے عظیم علمی جریدے میں مغربی فکر و فلسفے سے اس قدر بے اعتنائی برتی گئی ہے تو دیگر اسلامی

جرائد و رسائل، برہان، ترجمان القرآن، الہلال، البلاغ، اسلامک اسٹڈیز، اسلامک کلچر وغیرہ کس شمار میں آتے ہیں۔ عالم اسلام کے زوال کا ایک اہم سبب علماء کرام اور جدید مفکرین کی مغربی فکر و فلسفے سے عدم آگہی ہے۔ ماضی میں مدارس اور علماء نے یونانی فلسفے کا مقابلہ اس لیے کیا کہ وہ اس سے واقف تھے۔ یونانی فلسفہ سترہویں صدی میں بیکن، ڈیکارٹ، نیوٹن اور کانٹ کے ذریعے ایک نئے قالب میں طلوع ہوا اور یونانی فلسفے کے تمام صالح عناصر مثلاً Virtue وغیرہ سب اس سے خارج کر دیئے گئے۔ مغربی فکر و فلسفہ جاہلیت جدیدہ ہے اس پر عالم اسلام میں کوئی کام نہ ہوا۔ ایران میں غرب زدگی، عالم عرب میں طرابلس کے عالم علامہ حسین آفندی کا الرسالۃ الحمیدیہ، عالم مغرب میں روایت پسند مکتبہ فکر کے بانی رینے گینوں کی کتابیں پاک و ہند میں حسن عسکریؒ کی کتاب جدیدیت یا مغربی فکر کی گمراہیوں کا خاکہ [اصلاً یہ کتاب عسکری صاحب کی نہیں رینے گینوں کے افکار کا آمیزہ ہے] ہندوستان میں وحید الدین خان، شہاب الدین ندوی کی کتابیں اور پاکستان میں ڈاکٹر رفیع الدین کے ملفوظات وغیرہ علم جدید کا چیلنج کے نام سے منظر عام پر آئے لیکن یہ علمی کام اس گہرائی رسوخ، اعتبار اور توازن سے محروم ہے جو مغرب اور اسلام کے مابین بنیادی اختلافات کو سمجھنے کے لیے ضروری رہا۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ بھی مغربی فکر و فلسفے کے سلسلے میں کوئی رہنما کتاب شائع کرنے سے قاصر ہے۔ جامعہ ملیہ، علی گڑھ یونیورسٹی، سب کا حال کم و بیش یہی ہے۔ اس کے برعکس ان تمام علمی اداروں کے مفکرین مغربی فکر و فلسفے کو پڑھے بغیر اس سے اس قدر متاثر ہیں کہ مغربی افکار کو صہباء کو اسلام کی مئے لالہ فام میں تحلیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

پاکستان میں خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر فضل الرحمٰن، جعفر شاہ پھلواری جیسے جدیدیت پسند علماء اور ادارہ ثقافت اسلامیہ، مجلس ترقی ادب، اردو سائنس بورڈ، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان وغیرہ بھی مغربی فکر و فلسفے پر کوئی قابل ذکر تنقیدی کتاب پیش کرنے سے قاصر رہے۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ اور اب انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد تو جدیدیت اور مغربیت کو پاکستانی علماء کے لیے قابل قبول بنانے کے کام میں مصروف ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں مغربی فکر و فلسفے کو سمجھنے، اس کا تنقیدی جائزہ لینے اور اس سے بچنے کی کوئی تحریک، کوئی ادارہ کوئی رسالہ، کوئی جریدہ، کوئی تنظیم موجود نہیں ہے۔ یہ المناک صورت حال ہے۔ تمام دینی تحریکوں، دینی جماعتوں، مدارس عربیہ، علمی و تحقیقی انجمنوں اور اسلامی مفکرین، دینی جرائد و رسائل کے مدیران سے ہماری خصوصی استدعا ہے کہ وہ مغربی فکر و فلسفے کے گہرے مطالعے، تجزیے اور تنقید پر خصوصی توجہ دیں اس کے بغیر مغرب کی یلغار کا مقابلہ کرنا ممکن نہ ہوگا اور آخر کار عالم اسلام مصر کی طرح جدیدیت اور مغربیت کے سیلاب میں غرق ہو جائے گا۔ یہ وقت انتظار کا نہیں ہے فوری کام کی ضرورت ہے۔ جناب قاضی حسین احمد نے اس طرف توجہ دی ہے اور آئین کے تین خصوصی شمارے مغرب پر شائع کرائے ہیں۔ لیکن یہ کام بہت ابتدائی نوعیت کا ہے۔ اس کام پر تمام تر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔